# یہودیوں سے مکالمہ کی مذہبی بنیادیں

## سیرت النبی ﷺ، اسوۂ انبیاء اور کتب مقدسہ کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر خادم حسین
ایسوسی ایٹ پروفیسر، وفاقی اردو یونیورسٹی برائے فنون سائنس اور ٹیکنالوجی

**ABSTRACT**

Basics of Religious Dialogue with Jews (Islamic Perspective)

Judaism belogs toBani-Israel (Children of Israel). It is a revealed religion. Quran says God had sent a large number of prophets in Bani-Israel for the true guidance. These prophets called on their people to come to the God and taught them the basics of their religion. On the other hand it is also an established fact that a lot number of prophets were rebuffed by their own people, and a lot more were killed because of their message. Holy Quran has mentioned this fact many a times.

God repeated His message of true divine guidance over and over again for these people and remind them of God's bounties for these people and gave them

the title of Ahl-e-Kitab (People of Book) and asked them to come to the points we shared with each other. This is the very basic of religious dialogue with Jews and a dynamic focal point where religious dialogue with Jews should be started and continued.

The holy Prophet Muhammad at the time of his arrival in Madina signed a pact with other tribes and that pact is now called Messak-e-Madina (The pact of Madina).

This pact is the first written pact of the world. The pact also sets a vision for the world to come. The prophet also extended invitation for the Jews and had a dialogue with them and tried to make them remember the basics of their own religion and asked them to convert in Islam. Some of them accepted the invitation and became Muslim including some of the senior clergy (Kohanims) of the Judaism.

Instead of this Jews remained stanch antagonist of Muslims and even today's world is full of hatred on the basis of religion and ethnic backgrounds between the two.

There are a lot of impediments between Jews and Muslims. The prominent among them is the problem of Palestine. Both of the religions have historical references for the land. Thus it is necessary to talk on this very core issue. Another impediment for a meaningful dialogue between Jews and Muslims is the common sacred geographical heritage.

Besides, it is our religious duty to extend religious appeal to the Jews. On the basis of peaceful co-existence and to eliminate narrow sightedness, violence and intolerance and to promote reconciliation we need to start the process of interfaith dialogue on the basis of Islamic principals.

The sources of this thesis, to mark the importance of this thesis, include life-style of the holy prophet as recorded in books of Hadith ,text of the revealed holy books and Islamic fundamentals.

اسرائیل دو الفاظ کا مجموعہ ہے اسرا بمعنی بندہ یا عبد۔ایل بمعنی اللہ۔جس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا بندہ۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب تھا، جو اسحاق علیہ السلام کے بیٹے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ انہی کی نسل کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسرائیل کو ہی یہود بھی کہتے ہیں۔

یہوداہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چوتھے بیٹے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد جب ان کی سلطنت دو حصوں میں بٹ گئی تو اس خاندان کی

ریاست یہودیہ کے نام سے موسوم ہوئی جبکہ دیگر قبائل نے الگ ریاست قائم کرلی جس کا نام سامریہ پڑا۔ بعدازاں صرف یہوداہ اور اس کے ساتھ بن یمین کی نسل باقی رہ گئی جس پر یہوداہ کی نسل کے غلبے کی وجہ سے یہود کے لفظ کا اطلاق ہونے لگا۔ اس نسل کے اندر کاہنوں، ربیوں اور احبار نے اپنے اپنے خیالات اور رجحانات کے مطابق عقائد اور رسوم کا جو ڈھانچہ تیار کیا اس کا نام یہودیت ہے۔(۱) قرآن کریم نے دونوں ہی ناموں سے انہیں مخاطب کیا ہے مثلاً: (۲)

آخرالذکر میں سب کے سب اسرائیلی ہی نہ تھے بلکہ وہ غیر اسرائیلی لوگ بھی تھے جنہوں نے یہودیت قبول کرلی تھی، وگرنہ عمومی خطاب بنی اسرائیل ہی کا رہا۔

انسانوں کی رشد و ہدایت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے روز اول ہی سے جاری کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزمان تک انبیاء کا یہ سلسلہ بغیر کسی وقفہ کے جاری رہا۔ کم و بیش ایک لاکھ چالیس ہزار انبیاء کرام دنیا میں آئے جن میں سے ایک سو چار رسول تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے کتب و صحف نازل کیے۔

انبیاء کرام کے اس سلسلے میں جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مقتدر اور جلیل القدر ہستی ہیں، جن کی طرف دنیا کے تین مذاہب یہودیت، نصرانیت اور اسلام اپنی نسبت کرتے ہیں اور انہیں اپنا روحانی و مذہبی پیشوا مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو خصوصی مقام و مرتبہ بخشا ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ بنی اسرائیل کا معروف سلسلہ بھی انہی کی اولاد میں سے چلا ہے۔

اگرچہ یہود اپنی نسبت حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف کرتے ہیں مگر بنی اسرائیل نے جس پیغمبر کے دور میں اپنی روحانی اور دینی ترقی کی منازل طے کیں اور شریعت و قانون کے حامل ہوئے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے، جن پر تورات نازل ہوئی۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور نازل ہوئی اور دیگر انبیائے کرام پر صحیفے نازل ہوئے۔ یہود بالاتفاق مذکورہ کتب وصحائف کو اپنی دینی کتب مانتے ہیں اور ان کو عہد نامہ قدیم یا عتیق کا نام دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک اور چیز بھی ہے جسے تالمود کا نام دیا جاتا ہے۔ یہود کے دینی ادب میں اس کا بھی اہم مقام ہے۔ ذیل میں ہر دو کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

ا۔عہد نامہ قدیم:

عہدنامہ قدیم یا عتیق (پرانا ترجمہ) میں تین قسم کی کتابیں شامل ہیں۔ ا۔اسفار تواریخی، ۲۔اسفار حکمت، ۳۔اسفار نبوت۔

اسفار سفر کی جمع ہے جس کا مطلب ہے کتاب، پہلے حصے میں مندرجہ ذیل کتب شامل ہیں۔

خمسہ موسوی:

عہد عتیق کی پہلی پانچ کتابیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں، بالعموم توریت یا توراۃ بھی کہتے ہیں۔ یہ عبرانی لفظ ہے جس کے معنی قانون یا شریعت کے ہیں۔

یہودیت کا تعلق بنی اسرائیل سے ہے یہ ایک الہامی مذہب ہے بنی اسرائیل میں کثیر تعداد میں انبیاء انسانی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے اور انہوں نے بنی اسرائیل کو دین کی دعوت دی اور اللہ کی طرف بلایا اور دین کی بنیادی تعلیمات سے آگاہ کیا، یعنی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بنی اسرائیل کی کثیر تعداد نے انبیاء کی دعوت کو مسترد کر دیا، بلکہ انبیاء علیہم السلام کو بھی قتل کر ڈالا اس کا ذکر قرآن کریم میں مختلف مقامات پر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو اپنے خاص احسان و انعامات بھی یاد دلائے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر مختلف اوقات میں کئے مگر یہ قوم انتہائی احسان فراموش تھی انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا اُنہیں اذیتیں پہنچائیں اور انہیں قتل کیا۔

الہامی مذاہب میں اولویت کا شرف حاصل کرنے والی اس قوم کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت و تبلیغ میں بنیادی اہمیت دی اور انہیں قرآن کریم میں اہل کتاب کہہ کر پکارا اور کہا گیا کہ آ و اس چیز کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یہی مکالمے کا بنیادی محرک اور اساس ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آمد کے وقت یہود اور دیگر اقوام سے ایک تاریخی معاہدہ کیا جو میثاق مدینہ کے نام سے موسوم ہے۔

یہ دنیا کا پہلا تحریری معاہدہ اور منشور ہے اور ایسے بہت سے نظائر بھی ملتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو دین کی دعوت دی اور ان سے مکالمہ کیا اور انہیں بنی اسرائیل کے انبیاء کی تعلیمات یاد دلائی اور انہیں دین اسلام کی دعوت دی اور ان میں کچھ قبائل نے اسلام قبول کیا جن میں کچھ

یہودی علماء بھی شامل تھے۔

مگر اس کے باوجود یہود مسلم دشمنی میں ہمیشہ آگے ہی رہے آج بھی دنیا میں مذہبی اور نسلی بنیادوں پر بدامنی کے اثرات نمایاں ہے۔

دور حاضر میں مسلمانوں اور یہودیوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے میں بے شمار رکاوٹیں اور محرکات ہیں ان میں سب سے اہم مسئلہ، مسئلہ فلسطین ہے اس سے مسلمان اور یہودی دونوں مذہبی اور تاریخی وابستگیاں رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اس لئے ہم اپنے مقالہ میں بنیادی موضوع کے تناظر میں اس پر گفتگو کریں گے۔

ایک دوسری رکاوٹ جو مسلمانوں اور یہودیوں میں مکالمے میں رکاوٹ کا سبب ہے وہ درحقیقت دونوں مذاہب کے ماننے والوں کا تاریخی پس منظر ہے۔

یہودیوں کو دین کی دعوت دینا اور انہیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا ہمارا دینی اور ملی فریضہ ہے ان تمام وجوہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے پرامن بقائے باہمی کی بنیاد پر مذہبی تعلیمات تنگ نظری اور بدامنی عدم رواداری کے خاتمے کے لئے اور مفاہمت کے فروغ کے لئے مکالمے کی راہ اپنانا دور حاضر کا تقاضہ اور اسلامی تعلیمات کی اہم بنیاد ہے۔

مذکورہ بالا موضوع پر بنیادی مصادر و مراجع، اسوہ نبوی، الہامی مذاہب کی کتب مقدسہ اور اسلامی نظائر کو بنیاد بنا کر موضوع کی اہمیت کو اُجاگر کیا جائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ایک کا نام اسماعیل علیہ السلام اور دوسرے کا نام الحق علیہ السلام تھا حضرت اسحٰق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ایک کا نام عیسو اور دوسرے کا نام یعقوب تھا، یعقوب کو بنی اسرائیل بھی کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں اللہ کا بندہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے چار شادیاں کیں ان سے بارہ بیٹے تھے، بڑے بیٹے کا نام یہودہ تھا، جو ملک فلسطین میں آباد ہوا ان کی نسل یہودی کہلائی۔

درحقیقت یہودی وہی ہوتا ہے جو یہودی ماں کے بطن سے پیدا ہو تمام یہودی نسلی لحاظ سے بنی اسرائیل ہیں لیکن تمام بنی اسرائیل یہودی نہیں ہیں گو بعد کے زمانے میں یہود اور بنی اسرائیل ہم معانی الفاظ استعمال ہونے لگے، لہٰذا عرف عام میں بنی اسرائیل کو یہود سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔(۴)

تاریخ مذاہب میں یہودی مذہب کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ یہی پہلا الہامی مذہب

ہے، جس کے ذریعے دنیا توحید سے آشنا ہوئی یہودیوں نے کثرت پرستی سے وحدت پرستی تک تمام مراحل طے کئے اور شرک پرستی سے دنیا کو بچانے کے لئے جدوجہد کی اور خالص توحید کے علمبردار بن کے ابھرے جب تک وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے پیغام اور توحید کے نظریے پر کاربند رہے۔(۴)

بنی اسرائیل اپنے وقت کے مسلم تھے ان کے باپ نے مرتے وقت یہی وصیت کی تھی کہ:

**ولاتموتن الاوانتم مسلمون**

صرف اسی حالت میں مرنا کے تم مسلم ہو۔

اور یہ رہے بھی مسلم مگر ان کی نسل جیسے جیسے آگے بڑھتی اور پھیلتی گئی حالات اور زمانے کے اثرات سے متاثر ہوتے گئے یہ اپنے خودساختہ افکار ونظریات اور چندرسمی امور پر عمل پیرا ہونے کے بعد بنی اسرائیل مسلمانی چھوڑ کر صرف یہودی بن گئے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں ان کو ناراضگی سے آواز دی:

**یا ایھاالذین ھادو**

اے لوگوں! جو یہودی بن گئے ہو۔

کہہ کر پکارا، یعنی یہودی نہیں تھے، تم تو مسلم تھے اب فقط یہودی رہ گئے ہو۔ یہودی آغاز ہی سے نسل پرستی کی طرف راغب تھے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا کے تمام مذاہب میں صرف یہودی وہ قوم ہے جو نسلی امتیاز اور نسلی تعصب میں منفرد مقام رکھتے ہیں نسلی برتری کا احساس انہیں ہمیشہ سے رہا ہے اور نسلی برتری کے جنون میں یہ الہامی تعلیمات سے دور ہوئے۔(۵)

تمام الہامی مذاہب میں خدا کا تصور موجود ہے اور اس کی توحید پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے اس لئے عیسائی یہودی اور مسلمان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھتے ہیں، اگرچہ اکثر جگہ بعد کے اضافوں اور ترمیموں کی بنا پر یہ عقیدہ کمزور پڑ گیا۔ مثال کے طور پر عیسائیوں میں ابتداء میں ایک خدا کی وحدانیت کا تصور موجود تھا لیکن بعد میں تین خداؤں کا تصور پیدا ہوگیا۔ اسلام کے علاوہ توحید خالص کی تعلیم یہودی مذہب میں ملتی تھی۔(۶)

یہودیوں کا یہ دعویٰ کے وہ خدا کے منتخب اور چہیتے بندے ہیں اور خدا ان سے خصوصی نوعیت کا تعلق رکھتا ہے وہ اس پر غرور اور فخر بھی کرتے ہیں اسی وجہ سے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے سے کمتر اور ذلیل تصور کرتے ہیں، یہود کا محبوب ہونے کا دعویٰ اگرچہ بالکل غلط اور بے بنیاد

بھی نہیں خود قرآن نے کئی مقامات پر بنی اسرائیل کی فضیلت کا ذکر کیا ہے ارشاد ربانی ہے: "اے بنی اسرائیل ذرا میری اُن نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تمہیں دی تھیں اور یہ کے میں نے تمہیں پوری دنیا پر فضیلت بخشی تھی۔(۷)

بنی اسرائیل کی اس فضیلت کی وجہ کوئی نسلی امتیاز نہ تھا بلکہ فضیلت کی وجہ صرف یہ تھی کہ اسلام کی دعوت ساری دنیا تک پہنچانے اور قائم کرنے کی ذمہ داری ان پر تھی جب بنی اسرائیل نے ذمہ داری سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس منصب فضیلت سے محروم کر دیا اور وہ دربدر کی ٹھوکریں کھانے لگے قبطیوں نے انہیں اپنا غلام بنالیا اور وہ ایک طویل عرصے تک غلامانہ زندگی بسر کرتے رہے اس غلامانہ انحطاط کے دور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے آپ کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریبا ۱۳۰۰ سو سال پہلے کا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں بنی اسرائیل نے بغاوت کی اور مصر سے ہجرت کر کے جزیرہ نمائے سینا کی طرف آئے کوہ سینا ہی میں تورات کے بیشتر احکام نازل ہوئے ایک طویل عرصے تک خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرنے کے بعد بنی اسرائیل نے فلسطین پر قبضہ اور اپنی حکومت قائم کی یہ حکومت قلیل رقبے پر تھی آبادی زیادہ نہ تھی لیکن ہر حیثیت سے برتر اور بہت دولتمند تھی۔

یہودیوں کی ساری تاریخ عروج و زوال کی تاریخ ہے یہ عروج و زوال مادی بھی تھی اور روحانی بھی جب انہوں نے خدا کی نافرمانی کی اور اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کا مذاق اڑایا اور انہیں جھٹلایا بلکہ انہیں قتل تک کیا تو انہیں زوال ہوا اور وہ دنیا میں ذلیل وخوار ہو کر رہ گئے۔(۸)

ہم دیکھتے ہیں کہ الہامی مذہب اور الہامی تعلیمات سے وابستگی کی بنیاد پر مسلمان اور یہودیوں کے عقائد میں کافی حد تک اشتراک پایا جاتا ہے ایک یہودی فلسفی موسیٰ بن مسیون نے یہودی عقائد کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ ایک یہودی وجود خداوندی پر ایمان رکھتا ہے اس کی وحدت پر ایمان، اس کے دائم ہونے پر ایمان اس کے غیر مادی ہونے کا تصور اس پر ایمان کہ عبادت صرف اسی کی کی جائے پیغمبر پر ایمان خدا علیم و خبیر ہے، یوم آخرت کی جزاء اور سزا پر ایمان مسیح کے آنے پر ایمان، مردوں کے جلانے پر ایمان۔(۹)

یہ عقائد یہودیوں سے مکالمہ کی بنیادیں فراہم کرتے ہیں اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو دعوت دی آؤ اس کلمے کے طرف جو تمہارے اور ہمارے درمیان مشترکہ ہے ارشاد

ربانی ہے (اے نبی) کہو اے اہل کتاب: آ ء و ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک ایسے عقیدے پر ہم سے اتفاق کرلو کہ جس پر ہم ایمان لائے ہیں اور جس کے صحیح ہونے سے تم بھی انکار نہیں کر سکتے اور تمہارے اپنے انبیاء سے یہی عقیدہ منقول ہے اور تمہاری اپنی کتب مقدسہ میں اس کی تعلیم موجود ہے۔ (۱۰)

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد یہود مدینہ سے معاہدہ کیا جو میثاق مدینہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، حضور ﷺ نے مدینہ کے یہود کو معاشرتی، سیاسی اور مذہبی آزادی دی مگر اس کے برعکس یہود نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں اور پیغمبر اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی بلکہ رسول اللہ ﷺ کو جان سے مارنے کی کئی بار کوشش کی اور دل سے حضور ﷺ کا احترام نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا (یہود اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہونگے جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو صاف کہہ دو راستہ بس وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے)۔ (۱۱)

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ مسلمانوں سے کسی صورت میں راضی اور خوش نہیں ہوسکتے جب تک مسلمان بھی ان جیسا طرز عمل اختیار نہ کرلیں جو خود ان کا اپنا شیوہ ہے، امت مسلمہ جتنی کوشش کرلے کسی صورت میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا، جب تک مسلمان اپنے آپ کو عسکری، معاشی اور اخلاقی طور پر ان سے بہتر ثابت نہ کردیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہود اور مشرکین کے حوالے سے فرمایا کہ تم اہل ایمان کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے۔ (۱۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر فی الواقع یہ لوگ اللہ اور پیغمبر کو ماننے والے ہوتے جو پیغمبر پر نازل ہوئی تھی تو کبھی بھی اہل ایمان کے مقابلے میں کافروں کو اپنا دوست نہ بناتے۔ (۱۳)

یہودی عجیب قسم کے اہل کتاب ہیں کہ توحید اور شرک کی جنگ میں مشرکین کا ساتھ دے رہے ہیں، اقرار نبوت اور انکار نبوت کی لڑائی میں ان کی ہمدردیاں منکرین نبوت کے ساتھ ہیں اور بلا کسی شرم و حیا کے یہ دعویٰ رکھتے ہیں کہ ہم اللہ، پیغمبروں اور الہامی کتابوں کے ماننے والے ہیں۔ (۱۴)

یہود دشمنی کے باوجود پیغمبر اسلام جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے یہود کے ساتھ معاہدہ کیا، جس سے آپ ﷺ چاہتے تھے کہ یہود کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات مضبوط ہوں، آپ ﷺ نے دوسرے قبائل کو بھی اس معاہدے میں شامل کیا اس معاہدے کی شرائط سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ معاہدہ یہود سے مکالمے کی بنیادیں فراہم کرتا ہے۔

معاہدے کی شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ خون بہا اور فدیہ کا طریقہ جو پہلے سے چلا آ رہا تھا اب بھی قائم رہے گا۔

۲۔ یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی اور ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ یہود اور مسلمان ہمیشہ دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

۴۔ یہود یا مسلمانوں کی کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

۵۔ کوئی فریق قریش کو امان نہ دے گا۔

۶۔ مدینے پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق دفاع میں شریک ہوں گے۔

۷۔ کسی دشمن سے اگر کوئی فریق صلح کرے گا تو دوسرا بھی شریک صلح ہوگا۔ لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنٰی ہوگی۔ (۱۵)

یہ معاہدہ مکالمہ بین المذاہب کی راہیں کھولتا ہے جس سے مسلمان اور دوسرے مذہب کے ماننے والے ایک دوسرے کے قریب آسکتے ہیں،

اس مکالمے کی بدولت معاشرے میں امن وسلامتی قائم کرنے اور دہشت گردی سے محفوظ رکھنے اور دنیا کے تمام انسانوں کو خواہ وہ کسی مذہب اور عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں بالخصوص اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں کے قریب لایا جاسکتا ہے اور مذاہب میں مشترک انسانی اقدار اخلاقیات رواداری کو عیاں کیا جاسکتا ہے اور اس کی بدولت انہیں اس بات پر قائل کیا جائے کہ اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق دنیا کے تمام انسانوں کو اپنے عقائد پر عمل پیرا ہونے کی آزادی ہونے چاہیئے، اور کسی کو بھی دوسرے کے مذہبی معاملات میں دخل اندازی کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ سب اقوام ایک دوسرے کا احترام کریں، اسی صورت میں ہم غربت، افلاس، جہالت اور جنگوں کی تباہ کاریوں سے اپنے آپ کو محفوظ بناسکتے ہیں، اور مذہبی تصادم سے بچ سکتے ہیں، اسی نظریہ کو اپنانا ہوگا کہ اپنے عقیدے کو مت چھوڑو اور دوسرے کے عقیدے کو مت چھیڑو۔

مصادر و مراجع:


۱۔ رابرٹ، وین ڈی ویئر، یہودیت تاریخ، عقائد، فلسفہ، لاہور، بک ہوم ۲۰۰۶ء، ص ۹

۲۔ یہوداہ کے حالات کے لئے دیکھئے: کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہدنامہ، بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور ۱۹۹۰ء، کتاب پیدائش، باب ۳۵، ۳۶، ۳۷ نیز یہودیت کے نام سے کیتھولک بائبل میں کتاب بھی ہے، ملاحظہ ہو کلام مقدس کا عہد عتیق و جدید، ۱۹۵۸ء کی کتاب یہودیت، ص ۶۰۵

يَا بَنِيْ إِسْرَائِيلَ اذْكُرُواْ نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ (سورہ بقرہ، آیت ۴۷)

اور ...... إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُواْ وَالَّذِيْنَ هَادُواْ وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِيْنَ (سورہ بقرہ، آیت ۶۲)

۳۔ غلام رسول چوہدری، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، لاہور علمی کتب خانہ سن نامعلوم، ص ۳۳۵

۴۔ رشید احمد، تاریخ مذاہب، کوئٹہ زمر پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء، ص ۲۶۲

۵۔ پاریکھ، عبدالکریم، مولانا، قوم یہود اور ہم قرآن کی روشنی میں، کراچی مجلس نشریات اسلام، ۲۰۰۶ء ص ۱۷

۶۔ خورشید احمد پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کراچی یونیورسٹی، ۱۹۹۲ء، ص ۵۸

۷۔ القرآن، سورہ بقرہ، آیت ۴۷

۸۔ خورشید احمد پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، ص ۵۹

۹۔ حوالہ سابقہ، ص ۶۰

۱۰۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، مولانا تفہیم القرآن، ج اول، لاہور مکتبہ تعمیر انسانیت، ۱۹۸۱ء،

ص ۲۶۲

۱۱۔ حوالہ سابقہ، ص ۱۰۶

۱۲۔ القرآن، سورہ المائدہ، آیت ۸۲

۱۳۔ حوالہ بالا، آیت ۸۱

۱۴۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، مولانا، تفہیم القرآن، جلد اول، ص ۴۹۷، ۴۹۸

۱۵۔ شبلی نعمانی، علامہ و سید سلیمان ندوی، سیرت النبی جلد اول، کراچی، دارالاشاعت، ص ۱۸۵، ۱۸۶

## کتابیات:


۱۔ ویررابرٹ وین ڈی: یہودیت تاریخ، عقائد، فلسفہ، لاہور، بک ہوم، ۲۰۰۶ء

۲۔ پاریکھ، مولانا، عبدالکریم، قوم یہود اور ہم قرآن کی روشنی میں کراچی مجلس نشریات اسلام، ۱۰۰۶ء

۳۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، مولانا، تفہیم القرآن، جلد اول، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، ۱۹۸۱ء

۴۔ رشید احمد، تاریخ مذاہب، کوئٹہ، زمرد پبلی کیشنز ۲۰۰۹ء

۵۔ ابوطاہر، محمد صدیق، مولانا مذاہب عالم کا جامع انسائیکلوپیڈیا، کراچی، ادارۃ القرآن، ۲۰۰۶ء

۶۔ رشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، جامعہ کراچی، شعبہ تصنیف و تالیف، ۱۹۹۲ء

۷۔ غلام رسول چوہدری، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، لاہور، علمی کتاب خانہ سن نامعلوم

۸۔ مولانا، شبلی نعمانی، علامہ و سید سلیمان ندوی، سیرت النبی اول، دوم، کراچی، دارالاشاعت